© rasailojaraid.com

از شیخ الحدیث مولانا عبدالحق رحمہ اللہ

ملک کی تعمیر نو اور آئین سازی کے رہنما خطوط

پیش نظر مضمون دراصل اس سوالنامے کا جواب ہے جو پاکستان کے سولہویں سال آئین سازی کے موقع پر اسلامی مشاورتی کونسل نے جاری کیا تھا اس وقت حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ کے اس جواب میں جن باتوں کی نشاندہی کی گئی تھی وہی حالات اور وہی بیماریاں نہ صرف یہ کہ جوں کی توں ہیں بلکہ خرابی بڑھتے بڑھتے جان لیوا ہوگئی ہے اس وقت بھی جب نظام اسلام اور نفاذ شریعت کے دعوے کئے جارہے ہیں حضرت رحمہ اللہ کے ان رہنما خطوط سے دستور سازی کے کام میں بھرپور استفادہ کیا جاسکتا ہے نیز اس سے حضرت رحمہ اللہ کی ملکی سیاست، نظام تعلیم، بین الاقوامی حالات، نسل نو کا مستقبل، دستور سازی، اجتماعی نظام اور نظام شریعت کی تنفیذ کے سلسلہ میں مساعی، آراء اور فکری بلند خیالی پر بھی روشنی پڑتی ہے۔ (ادارہ)

سوالنامہ

۱۔ کیا آپ سمجھتے ہیں کہ پاکستان میں مسلم معاشرہ اسلامی طرز زندگی سے دور ہوتا جارہا ہے؟

۲۔ اگر سوال نمبر ۱ کا جواب اثبات میں ہے تو کیا آپ کے خیال میں منجملہ دیگر امور کے اس کی حسب ذیل وجوہ بھی ہیں۔

(الف) تعلیم کے ذریعہ مغربی اقدار کی تبلیغ۔

اگر اس کا جواب اثبات میں ہے تو حسب ذیل اداروں میں سے کون سے ادارے اسلامی اقدار کے علی الرغم مغربی رجحانات کو فروغ دینے کا باعث ہیں؟

(۱) اسکول، کالج اور یونیورسٹیاں۔ (۲) سینما۔

(۳) اخبارات اور رسائل، اور

(۴) ریڈیو اور معلومات کے دیگر ذرائع۔

(ب) سرکاری اور عام تقریبات میں اسلامی اصولوں کی صریح خلاف ورزی مثلاً:

(۱) نشہ آور مشروبات کا پیش کیا جانا۔

(۲) افطار اور نماز کے اوقات میں میٹنگ وغیرہ مقرر کرنا اور منعقد کرنا۔

(۳) ماہ مبارک رمضان میں دوپہر کے کھانے اور چائے کی دعوتیں۔

(ج) ایسی نظموں کا سنانا جن میں اسلام کے اصولوں کا تمسخر اڑایا جاتا ہو یا ان سے بغاوت کا جذبہ ابھارا جاتا ہو۔

(د) رقص (ہ) شبینہ کلب (و) ریس کورس؛

(ز) مینا بازار اور اسی قسم کی دوسری تقریبات۔

(ح) (اگر آپ سمجھتے ہیں کہ اس سلسلے میں کوئی اور چیز بھی اس قبیل میں آتی ہے تو اس کا ذکر کیجئے)۔

۳۔ (الف) آپ کے خیال میں مذہب اور ثقافت میں کیا رشتہ ہے؟

(ب) بالخصوص کیا آپ سمجھتے ہیں کہ ایسی قوم کے افراد جو شدید احساس کمتری میں مبتلا ہوں اپنے عقائد اور اقدار پر ثابت قدم رہ سکتے ہیں؟

اہل پاکستان کو اپنی ثقافت اور اقدار پر فخر محسوس کرنے کے قابل بنانے کے لیے کیا تدابیر اختیار کی جائیں؟

(ج) انگریزی کو مندرجہ ذیل اداروں میں جو فوقیت حاصل ہے اس کے اثرات کیا ہیں؟

(۱) ہمارے تعلیمی نظام میں،

(۲) سرکاری دفتروں میں اور

(۳) تجارت و صنعت میں۔

(د) اگر آپ یہ سمجھتے ہیں کہ پاکستان کو اپنی ثقافت اور اپنی زبانوں کو فروغ و تقویت بخشنا چاہیئے تو آپ حسب ذیل امور میں انگریزی کو کیا مقام دیں گے؟

(۱) مشرقی اور مغربی پاکستان کے درمیان اظہار خیال کا ذریعہ،

(۲) بین الاقوامی سطح پر اظہار خیال کا ذریعہ۔

(ہ) کیا آپ زبان کو فکر و خیال کا ذریعہ محض سمجھتے ہیں یا آپ کا خیال یہ ہے کہ اس کا عمیق اثر فکر و عمل پر ضرور پڑتا ہے؟

(و) پاکستان میں انگریزی کو اس وقت جو مصنوعی تفوق حاصل ہے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اسے زائل کرنے کے لیے آپ کن تدابیر کی سفارش کرتے ہیں؟

۴۔ آپ کے خیال میں غیر ملکی مسیحی تبلیغ کے ادارے اسلام سے بے اعتنائی اسلام سے مخالفت کا جذبہ پیدا کرنے کا کس حد تک حسب ذیل ذرائع سے باعث بنے؟

(الف) مذہبی تبلیغ کا کام، (ب) تعلیمی ادارے (ج) ہسپتال

(د) فلاح عامہ کا کام، (ہ) تجارتی کاروبار،

۵۔ کیا آپ سمجھتے ہیں کہ یہ امر کہ غیر ممالک کو پاکستان میں امتحانات منعقد کرنے کی اجازت ہے غیر ملکی اقدار کو فروغ دینے اور نتیجۃً اسلام کی پیروی کے جذبے کو کمزور کرنے کا باعث بنے؟

۶۔ (الف) قیام پاکستان کے بعد سے شراب کے استعمال میں جو بے پایاں اضافہ ہوا ہے اس کی وجوہات آپ کی رائے میں کیا ہیں؟

(ب) کیا آپ مناسب سمجھتے ہیں کہ:

(۱) ریسٹورنٹوں (۲) بار (شراب خانوں) (۳) ہوٹلوں،

(۴) دوکانوں اور (۵) پی آئی اے کے ہوائی جہازوں میں الکحل برسرعام رکھا جاتے اور فروخت کیا جاتے؟

(ج) کیا آپ اس عمل کو مناسب سمجھتے ہیں کہ ہمارے سفارت خانوں میں جو غیر ممالک میں قائم ہیں سرکاری تقریبات کے موقع پر شراب پیش کی جائے؟

۷۔ کیا آپ سمجھتے ہیں کہ ہماری مساجد مسلمانوں کی اجتماعی زندگی میں وہی حصہ لے رہی ہیں جو ان کو لینا چاہیئے؟ ان سرگرمیوں کو فروغ دینے کے لیے آپ کیا تدابیر تجویز کرتے ہیں؟

۸۔ اس کی کیا وجہ ہے کہ پاکستان میں تبلیغ اسلام کا جذبہ ٹھنڈا ہے؟ کیا آپ جذبہ کو بیدار کرنے کی تدابیر تجویز کرسکتے ہیں؟

۹۔ کیا آپ سمجھتے ہیں کہ مسلمانوں کے مختلف فرقوں کے باہمی مناقشات کی وجہ سے اسلام کا اثر و غلبہ کمزور ہو جاتا ہے؟ اگر آپ کا یہ خیال ہے تو احیائے اسلام کے مشترکہ مقصد سے آپ باہمی تعاون عمل کس طرح پیدا کر سکتے ہیں؟

۱۰۔ علماء کو تربیت دینے کے سلسلے میں آپ کیا اصلاحات تجویز کرتے ہیں؟

۱۱۔ (الف) کیا آپ کی رائے ہے کہ ائمہ اور مبلغین کی تربیت کے لیے کالج قائم کیے جائیں؟

(ب) اگر سوال نمبر ۱۱ (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو آپ کی رائے میں ان کو کن مضامین کی تعلیم دی جائے؟

۱۲۔ کیا آپ کی رائے ہے کہ مساجد کے بہتر انتظام، بہتر تعلیم اور اسلامی اصولوں کی بہتر تبلیغ کی غرض سے کوئی با اختیار ادارہ قائم کیا جائے؟

۱۳۔ پاکستان میں اسلام کے اثر و نفوذ کو کمیونزم یا ہیومنزم (ان مادی اقدار پر عقیدہ جن کو انسانیت کی تربیت کے لیے مذاہب سے بالاتر سمجھا جاتا ہے) کی وجہ سے کس حد تک نقصان پہنچ رہا ہے؟ ان اثرات کو زائل کرنے کیلئے آپ کیا تدابیر تجویز کرتے ہیں؟

۱۴۔ مندرجہ ذیل مراحل پر اسلامی ادب کی تخلیق کے لیے آپ کیا تدابیر تجویز کرتے ہیں؟

(الف) عوامی سطح پر،

(ب) اسکولوں اور کالجوں میں اور

(ج) دانشور طبقہ کے لیے۔

۱۵۔ مندرجہ بالا امور کے علاوہ کیا کچھ اور برائیاں بھی ہیں جو پاکستان کے مسلم معاشرہ پر اثر انداز ہو رہی ہیں یا کیا آپ کے ذہن میں کچھ اور ایسی تجاویز ہیں جو عملی صورت میں معاشرہ کی اصلاح و ترقی کا باعث بن سکیں؟

اگر اس کا جواب اثبات میں ہے تو براہ کرم ان برائیوں کی نشاندہی کیجیے اور ان تجاویز کی تفصیلات بیان کیجیے۔

حضرت شیخ الحدیثؒ کا جواب

اسلامی نظریاتی کونسل کے مرتب کردہ سوالنامہ کی کاپی موصول ہوئی وہ درحقیقت وقت کی اس پکار کا پہلا جواب ہے جسے پاکستان کا حساس باشندہ سالہا سال سے اپنے دل کی گہرائیوں میں محسوس کر رہا ہے۔ ہم اس سوالنامے کا تہہ دل سے خیر مقدم کرتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اسے پاکستانی معاشرہ کی اصلاح کی طرف پہلا قدم بنادیں اور اس کے نتیجے میں مسلمان کے وہ خواب شرمندہ تعبیر ہوں جن کی بنیاد پر پاکستانی عمارت کھڑی کی گئی تھی، جہاں تک اس سوالنامے کا تعلق ہے یہ ایک یقینی بات ہے کہ اس کے جوابات میں ملک کے بہی خواہ مسلمانوں کی دو رائیں نہیں ہوسکتیں — پاکستان کا کوئی خیر خواہ ایسا نہیں جو اپنے معاشرہ کے طول وعرض میں پھیلے ہوئی برائیوں کو محسوس نہ کرتا ہو اور دل سے ان کے ازالہ کا خواہاں نہ ہو۔ لیکن اصل مسئلہ یہ ہے کہ اس سوالنامے کے جوابات موصول ہو جانے کے بعد ان کے مطابق عملدرآمد میں دیر نہ کی جاتے اور اصلاح معاشرہ کی تدابیر کو عملی جامہ پہنانے کا کام پھر ٹالا نہ جائے، ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے عوام اور حکام کو اس اہم کام کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین

سوالنامہ جن سوالات پر مشتمل ہے ان کے نمبروار جواب درج ذیل ہیں:

سوال ۱: یہ ایک کھلی حقیقت ہے کہ پاکستان میں مسلم معاشرہ شعبہ زندگی میں اسلامی تعلیمات دور ہٹتا جا رہا ہے۔

سوال ۲: یہ بھی صحیح ہے کہ سوال میں جو جو چیزیں درج ہیں وہ ملک میں مغربی اقدار کی تبلیغ کے بڑے اہم اسباب ہیں۔

الف۔ تعلیم کے ذریعہ مغربی اقدار کی تبلیغ (۱) کالج یونیورسٹیاں۔

ان اسباب میں سب سے زیادہ اہم سبب ہمارا غلط نظام تعلیم ہے یہ بالکل درست ہے کہ ہماری نوخیز نسل کو مغربی رنگ میں پوری طرح رنگ دینے کے سلسلے میں سب سے بڑا کردار ہمارے کالجوں اور یونیورسٹیوں کے غلط طرز تعلیم نے ادا کیا ہے۔ کسی قوم کے ذہن اور کردار کی تعمیر میں اس کا

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

نظام تعلیم بنیادی اہمیت کا حامل ہوتا ہے اس لیے قیام پاکستان کے بعد سب سے بڑی ضرورت یہ تھی کہ ہم اپنے اس نظام کی اصلاح کریں جو ایک سوچی سمجھی اسکیم کے تحت انگریزی دور حکومت میں ہم پر مسلط کیا گیا تھا اور جس کا نصب العین لارڈ میکالے نے اپنے مشہور قول میں واضح کر دیا تھا کہ اس تعلیم کا مقصد ہندوستانی نما انگریز بنانا تھا اور جس کی وجہ سے ہماری نئی نسلیں مسلسل اسلامی اقدار سے دور اور مغربی اقدار سے قریب ہوتی چلی گئیں اس نظام تعلیم کی وجہ سے ایک طرف تو طلباء کا ذہن اسلامی تصورات سے یکسر خالی ہو گیا۔ ان میں صحیح

قیام پاکستان کے بعد سب سے بڑی ضرورت یہ تھی کہ ہم اپنے اس نظامِ تعلیم کی اصلاح کریں جو ایک سوچی سمجھی سکیم کے تحت انگریزی دورِ حکومت میں ہم پر مسلط کیا گیا

مسلمان ذہنیت پرورش نہ پا سکی اور وہ اپنے دین و مذہب کے سلسلے میں ایک مہلک احساس کمتری کا شکار ہو گئے اور دوسری طرف وہ دنیا کے سائنسی تکنیکی اور فنی میدانوں میں بھی کوئی نمایاں مقام حاصل نہ کر سکے سوائے اس کے کہ اس نظام تعلیم سے اونچے اور چھوٹے پیمانے کے کلرک پیدا ہونے لگے۔

قیام پاکستان کے بعد اس بات کی شدید ضرورت تھی کہ اس نظام تعلیم کو بدلا جاتا اور اسکی جگہ یہاں تعلیم و تربیت کی ایک ایسی فضا پیدا کی جاتی جس میں رہ کر ہمارے طلباء ایک طرف تو صحیح اسلامی تعلیمات سے باخبر ہوتے اور اپنی زندگی کو ان کے سانچے میں ڈھالنے کی کوشش کرتے اور دوسری طرف انہیں سائنس طب، صنعت و حرفت اور تجارت کی ایسی تعلیم دی جاتی جس سے وہ ان علوم کے ماہر بن سکتے اور ان علوم کے نئے گوشے واضح کرتے ان میں مزید ترقی اور وسعت پیدا کرتے اور دنیا کے سامنے علم و فن کے نئے انکشافات و تحقیقات پیش کرتے اس کے برعکس ہوا یہ کہ تقسیم پاک و ہند کے بعد بھی ہم نے اپنے نظام تعلیم کو جوں کا توں رہنے دیا اور اس میں کوئی تبدیلی نہ کی۔ اور ہمارے تعلیمی اداروں کا نصاب ہی ایسا رہا جس میں نہ صرف یہ کہ اسلامی تعلیمات کو کوئی جگہ نہیں دی گئی اس میں بے شمار ایسی چیزیں آ گئیں جو اسلامی تعلیمات سے سراسر متصادم ہے۔ اس نصاب کو پڑھانے والوں میں ایک ایسی ذہنیت ابھرتی رہی جو مغربی تہذیب سے بری طرح مرعوب تھی اور جس کو اسلامی تعلیمات سے کوئی دور کا بھی لگاؤ نہ تھا، خصوصیت کے ساتھ پڑھائے جانے والے مضامین نے ہمارے طلباء کی نفسیات پر بہت برا اثر ڈالا۔ دوسرے اس نصاب کو پڑھانے کے لیے جو طریق کار اختیار کیا گیا اس نے اور تباہی مچا دی۔ کالجوں اور یونیورسٹیوں میں مخلوط طریقہ تعلیم رائج رہا۔ طلباء کو تفریحی اور ثقافتی پروگراموں کے ضمن میں رقص و سرود اور مخلوط ڈراموں کی کھلی چھٹی دے دی گئی اساتذہ کے انتخاب میں اس بات کا کوئی لحاظ نہیں رکھا گیا کہ پڑھانے والے مسلمان ذہن رکھتے ہوں یا ان کا اخلاق کیرکٹر اور کردار کس مقام کا ہے۔

چنانچہ ہمارے تعلیمی اداروں میں ان اساتذہ کی فراوانی رہی جو نہ صرف یہ کہ اسلامی تعلیمات سے کوسوں دور تھے بلکہ دین کے بنیادی حقائق کا انکار کرتے اور ان کا تمسخر اڑاتے تھے۔ ان تمام باتوں کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہماری نوخیز نسل اسلامی تعلیمات سے قطعی بے بہرہ رہ گئی اور جب اسلام کی ایجابی حقیقت ان کے دل و دماغ تک نہ پہنچ سکی تو وہ مغربی تہذیب کی طرف طوفانی رفتار سے بڑھتی چلی گئی اس طرز تعلیم کا ایک زبردست نقصان یہ بھی ہوا کہ سولہ سال کے اس طویل عرصے میں ہمارے ان تعلیمی اداروں سے کوئی ایسا شخص پیدا نہیں ہوا جو سائنس صنعت و حرفت تجارت طب یا کسی اور فن میں بین الاقوامی طور پر کوئی نمایاں مقام حاصل کر سکا ہو اس لیے اصلاح معاشرہ کی راہ میں سب سے پہلا قدم یہ ہونا چاہیے کہ ہم اپنے نظام تعلیم کو بدل کر اسلامی خطوط پر استوار کریں۔

۲۔ سینما: غیر اسلامی اقدار کی اشاعت میں دوسرا بڑا عامل "سینما" ہے۔ تعلیمی اداروں کی راہ سے ان خرابیوں کا اثر و نفوذ پڑھے لکھے متوسط اور اعلیٰ طبقوں میں تھا سینما نے اس اثر کو جاہل اور ادنیٰ حلقوں میں بھی انتہائی شدت کے ساتھ عام کر دیا۔ ہمارے عوام کے اخلاق کو برباد کرنے میں "سینما" کا جو ہاتھ ہے وہ ڈھکی چھپی بات نہیں۔ اس لایعنی تفریح سے صرف ہمارے اخلاق ہی کو تباہ نہیں کیا بلکہ اس کی وجہ سے ہمارے عوام اقتصادی اعتبار سے بھی برباد ہو گئے ہیں اور پھر اس غیر محمود ذوق سے جرائم کی شرح میں بھی بے پایاں اضافہ ہوا ہے۔ بے شمار مشہور مفکرین نے دنیا میں جرائم کی شرح میں اضافہ کا ایک اہم سبب سینما کو قرار دیا ہے۔ اس کی معمولی سی مثال ڈاکٹر گڈمج سی شوفلر کی وہ تقریر ہے جو انہوں نے امریکی میڈیکل ایسوسی ایشن کے سامنے کی تھی۔ جس کی بنا۔ پر بے جا نہ ہوگا۔ اگر سینما کو "ابلیس کا کالج" قرار دے دیا جائے۔

۳۔ اخبارات و رسائل۔ ملک کو جنسی انارکی بدامنی اور شر و فساد کے راستہ پر گامزن کرنے میں ملک کے ان اخبارات و رسائل کا بھی بنیادی حصّہ ہے جنہیں اگر فحاشی اور بے حیائی عریانی کے لحاظ سے چلتے پھرتے کاغذی قحبہ خانے قرار دے دیا جائے تو مناسب ہوگا۔ بڑی بڑی شہ سرخیوں کے ساتھ قتل و غارتگری اغوا و ڈکیتی خودکشی اور زناکاری کی خبریں دینا ان کا طغرۂ امتیاز

ایک صحیح مثالی ریاست کا اوّلین فرض ہے کہ وہ ملک کے صحافت کو صحت مند اسلامی اقدار کا پابند بنا دے

بن گیا ہے۔ اخبارات و رسائل کے پہلے صفحوں پر عورتوں کے فحش فوٹو، شہوت انگیز، عریاں مناظر، جنسیات کی داستانیں، غرض کہ ہر اخبار کی کوشش رہتی ہے کہ جہاں تک ہو سکے۔ اخبار کو کامیاب سے کامیاب کو کثا ستر بنایا جا سکے۔ دوسری طرف جس مسئلہ اور مسلمانوں کے بنیادی مسلمہ عقائد کے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

مستقل چاہیں تو تنقیدی مضامین چھاپیں، جاسوسی اور فلم سازی کے نام پر مستقل کالم وقف ہیں۔ دوسری طرف ملک کے ممتاز اخبارات نے علم رمل و نجوم کے نام پر ہر ہفتہ مستقل صفحے وقف کر کے قوم کے دل و دماغ کو خیالی اور وہمی بیماریوں میں مبتلا کر دیا ہے۔ غرض خرابی اور قباحت کا وہ کون سا شعبہ ہے جس کی ترویج و ترقی ان اخبارات کے ذریعہ سے نہیں ہو رہی ایک صحیح مثالی ریاست کا اولین فرض ہے کہ وہ ملک کی صحافت کو صحت مند اسلامی اخلاقی اقدار کا پابند بنا دے اور ملک کے اخلاق و کردار کو بگاڑنے سے انہیں روک کر وعید خداوندی والذین یحبون ان تشیع الفاحشة الخ کے مصداق بننے سے بچائیں۔

(غیر اسلامی تفریحی پروگرام)

(ج) ہمیں اسلامی اقدار سے دور اور مغربی اقدار سے قریب کرنے میں ان تفریحی پروگراموں نے بڑا حصہ لیا ہے جو اسلامی اصولوں کے قطعی خلاف ہیں اور اسلام انسانوں کو جس پر سکون راہ کی طرف بلانا چاہتا ہے وہ اس سے بالکل متضاد سمت کی طرف رہنمائی کرتے ہیں اس ضمن میں مندرجہ ذیل چیزیں آتی ہیں۔

(د) ہمارے یہاں رقص و سرود کی محفلوں میں مسلسل اضافہ ہوتا رہا ہے۔

(ہ) ہمارے یہاں مخلوط شبینہ کلبوں پر کوئی پابندی عائد نہیں کی گئی جبکہ یہ کلب صرف عریانی اور فحاشی ہی کے ہیں سمگلنگ اور دوسری ملک دشمن سرگرمیوں کے بھی اڈے بنے رہتے ہیں۔

(و) ہمارے یہاں گھوڑ دوڑ کے مقابلوں پر قمار بازی کا سلسلہ جاری رہا ہے اور اس پر نہ صرف یہ کہ کوئی روک ٹوک نہیں ہوئی بلکہ اعلیٰ طبقوں کی طرف سے اس کی مکمل ہمت افزائی ہوتی رہی ہے۔

(ز) ہمارے یہاں ایسے مینا بازار لگتے رہتے ہیں جن میں عریانی اور فحاشی اپنی انتہا کو پہنچ گئی اور غنڈہ گردی کو فروغ ہوا۔

(ح) ہمارے یہاں ایسے ورائٹی شو ہوتے ہیں جس میں مرد و زن کا بے محابہ اختلاط ہوا اور ان میں ایسے پروگرام پیش کئے گئے جو اسلامی اصولوں کے خلاف ہونے کے علاوہ دین پر استہزا اور تمسخر کا پہلو رکھتے ہیں۔

(ط) ہمارے یہاں محتاجوں کی امداد کے نام پر فلم ایکٹرسوں کے عام میچ ہوتے ہیں جن کی ارباب اقتدار کی طرف سے ہمت افزائی کی گئی۔ حالانکہ یہ میچ قوم کو اخلاقی طور پر دیوالیہ کر دینے کی وہ شرمناک کوشش تھی جس سے یہ ظاہر ہو کہ یہ قوم اپنی مصیبت زدہ بھائیوں کی مدد بھی اس وقت نہیں کر سکتی جب تک اس کے سفلی جذبات ہوس کی تسکین کا سامان مہیا نہ کیا جائے۔

(آرٹ کونسل کا قیام)

ہمارے یہاں قحبہ گری کو ممنوع نہیں کیا گیا۔

(ی) اور پھر ان تمام چیزوں کو تقویت دینے والی چیز یہ تھی کہ ہمارے ذمہ دار افراد کی طرف سے نہ صرف یہ کہ ان تمام چیزوں کی ہمت افزائی ہوتی رہی ہے بلکہ سرکردہ افراد کو سرپرستی حاصل رہی ہے چونکہ روزنامہ کوہستان لاہور جلد ۵ شمارہ ۱۲ کی یہ خبر کہ ملتان میں حرام کاری کا کاروبار اب انتہا کو پہنچ چکا ہے ایک محتاط اندازہ کے مطابق دو ہزار کے قریب عورتیں ایسی ہیں جن کا ذریعہ خفیہ حرام کاری ہے عادی مجرموں عیاشوں، امیر زادوں اور سرکاری افسروں کا ایک منظم زیر زمین گروہ ان عورتوں کی سرپرستی کرتا ہے اور انہیں گاہک مہیا کرتا ہے اس گروہ کے سب سے بڑے سرپرست غیر ملکی فرموں میں مقیم یورپین ہیں اور پی آئی ڈی سے بڑے بڑے معاوضے ملتے ہیں چونکہ یہ لوگ کرایہ پر حاصل کی گئی ہر عورت کو ایک سو سے دو سو تک ایک رات کی رفاقت کا معاوضہ دیتے۔ الخ

(روزنامہ کوہستان ۱ ستمبر ۱۹۶۳ء)

ملتان ایک ایسا شہر ہے جسے ابھی تک مغربی تہذیب کے اثر و نفوذ سے اتنا سابقہ نہیں پڑا ہے جتنا کہ دوسرے بڑوں شہروں سے پڑ چکا ہے اسکی جب یہ حالت ہے تو بڑے شہروں کا خود اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ کیا حال ہوگا۔

سوال ۲۳۔ درحقیقت مذہب اور ثقافت کی تفریق کا تصور مغرب سے لیا گیا ہے۔ عیسائیت چونکہ ایک جامد مذہب ہے ان کا تعلق صرف عبادتوں سے ہے زندگی کے عام معاملات سے نہیں اس لیے اس کے پیروؤں کا مذہب کچھ اور ہے اور ثقافت کچھ اور، اسلام میں چونکہ دین اور دنیا کی دوئی نہیں ہے اس لیے ثقافت بھی اس کے یہاں مذہب ہی کا ایک جز ہے کسی قوم کے مخصوص معاشرتی عادات و اطوار کو ثقافت کہا جاتا ہے اور اسلام نے ہمیں جو عادات و اطوار اختیار کرنے کی ہدایت دی ہے وہ ہماری ثقافت ہے۔ واضح ہوگا کہ آج کل جو رقص و سرود موسیقی و مصوری جیسی چیزوں کو ثقافت کا نام دیا جا رہا ہے نہ صرف یہ کہ ان کا ہماری ثقافت سے کوئی دور کا بھی واسطہ نہیں بلکہ وہ ہماری ثقافت کی بالکل ضد ہے۔

احساس کمتری

یہ بالکل درست ہے کہ جس قوم کے افراد شدید احساس کمتری میں مبتلا ہوں، کبھی اپنے عقائد اور اقدار پر ثابت قدم نہیں رہ سکتے اس وقت ہماری نئی نسلیں جو اپنے عقائد اور اقدار سے دور ہٹتی جا رہی ہیں۔ ان کا

> **موجودہ نظام تعلیم کو بدل کر صحیح اسلامی خطوط پر استوار کیا جائے۔**

اصل مرض یہ احساس کمتری ہے جب تک اس بیماری کو ختم نہ کیا جائے گا اس وقت تک ان کے ذہنوں کی اصلاح نہیں ہو سکتی اس مرض کے علاج کے لیے ان اسباب کا استیصال کر دینے کی ضرورت ہے۔ جن کی وجہ سے یہ پیدا ہوا ہے۔

۱۔ اس احساس کمتری کا بنیادی علاج یہ ہے کہ موجودہ نظام تعلیم کو بدل کر صحیح اسلامی خطوط پر استوار کیا جائے اس مرض کی اصل وجہ یہ ہے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کہ ہمارے نوجوانوں کو اپنے دین اور اپنی تاریخ کی حقیقی تعلیم نہیں دی گئی اور ان کے مقابلہ میں انہیں جا بجا یہ احساس نہیں دلایا گیا علم و فن کے ہر میدان میں انسان نے جو کچھ ترقی کی ہے وہ سب مغرب کی محرومی اور ان سے پہلے کا زمانہ تاریک زمانہ تھا دوسری طرف ان کے ذہنوں میں یہ بات پختہ کر دی گئی کہ سائنس اور تکنیکی ترقی اس دور میں چودہ سو سال کے پہلے اسلام پر عمل ناممکن ہے اور اس وقت جو قوم اس پر عمل کرنے کی کوشش کرے گی وہ حاکم پسماندگی اور گمنامی کے گہرے غاروں میں ڈھلک جائے گی۔

ہمارے نظام تعلیم میں ایک طرف تو یہ غلط تصورات غیر ضروری طور پر طلباء کے ذہن میں بری طرح راسخ کر دیئے گئے اور دوسری طرف انہیں اسلام کے صحیح اور مسلمانوں کی تعمیری معلومات آفریں مضمون کو پڑھنے سننے میں کوئی دلچسپی محسوس کرنے کی بجائے انہیں ڈراموں فلمی گیتوں اور ناولوں کی طرف کھینچنے لگی جو سوائے جرائم کی تعلیم اور بداخلاقی کی تربیت کے کوئی تیسرا کام نہیں ہوتا۔

اب معاشرہ کی اصلاح کے لیے یہ ضروری ہے کہ اخبارات اور رسائل اور ریڈیو کو ان کے استعمال سے بچایا جائے اور ان سے ان کا مفید کام لیا جائے۔

(ب) سرکاری اور عام تقریبات میں اسلامی اصولوں کی خلاف ورزی،

عوام کو اسلامی تہذیب سے دور کرنے میں اس چیز نے کڑی مدد پہنچائی کہ ہماری سرکاری اور عام تقریبات میں اسلامی اصولوں کی صریح خلاف ورزی کی جاتی رہی۔ ایک اسلامی مملکت ہونے کی حیثیت سے ہماری سرکاری تقریبات کو اسلامی تہذیب کا ایک دلکش منظر ہونا چاہیئے تھا لیکن جب ان تقریبات

ہی میں :-

(۱) نشہ آور مشروبات پیش کی گئیں۔

(۲) افطار اور نماز کے اوقات میں مجالس منعقد کی گئیں۔

(۳) ماہ رمضان المبارک میں دوپہر کے کھانے کی دعوتیں ہوئیں۔

(۴) ان مجلسوں میں مرد و زن کا بے محابا اختلاط بڑھا اور عورتوں نے پورے تبرّج کے ساتھ ان محفلوں میں شرکت کی۔

(۵) اور پھر تقریباً ہر تقریب میں صرف مشروب پر اکتفا نہیں کیا گیا بلکہ مہمانوں کی خاطر تواضع کے لیے ڈانسوں اور رقص و سرود کا انتظام گانوں اور گیتوں کا پروگرام لازمی کر دیا گیا۔

تو اس سے عوام میں یہ چیزیں پھیلیں اور اسلامی تعلیمات سے ان کی دوری ہو گئی خصوصیت کے ساتھ سرکاری مجلسوں میں نشہ آور مشروبات کے استعمال کا ایک بڑا نقصان یہ بھی ہوا کہ اس سے حکومت کے بہت سے خفیہ راز فاش ہوتے رہتے اور پوری قوم پر اس کا نقصان برداشت کرتے ہیں۔

اب اگر اصلاح کا ارادہ ہو تو سرکاری اور عام تقریبات میں ان چیزوں کا روکنا ہے ان کے بغیر اصلاح کی ہر کوشش ناکام ہو گی۔

(۳ و ۴) اخبارات و رسائل اور ریڈیو

اخبارات و رسائل ریڈیو اور نشر و اشاعت کے دیگر ذرائع قومی اخلاق کی تعلیم میں بڑا اہم کردار ادا کر سکتے تھے۔ ان کے ذریعے اسلامی تعلیمات کی بڑے پیمانے پر نشر و اشاعت کی جا سکتی تھی ان کے ذریعہ پردہ نشین عورتوں کی تعلیم و تربیت کا اہم فریضہ ادا کیا جا سکتا تھا اور اسی طرح بچوں کے ذہن کو اسلامی بنیادوں پر تعمیر کرنے میں بہترین اصلاحی کاموں کے لیے ان سے بہتر کوئی اور طریقہ نہ تھا مگر افسوس ہے کہ ہم نے ان مفید نعمتوں کا بھی ایسی بری طرح استعمال کیا کہ یہ سب چیزیں ہماری قوم کے لیے

> **ایک اسلامی مملکت ہونے کی حیثیت سے ہماری سرکاری تقریبات کو اسلامی تہذیب کا ایک دلکش منظر ہونا چاہیے تھا۔**

مفید ہونے کی بجائے اُلٹی مضر ثابت ہوئیں اب تک یہ ہوتا رہا کہ ہمارے اخبار اور رسالے تو بازاری افسانوں عریاں تصویروں اور فلم بینی کی ہمت افزائی کرنے والے مضامین سے بھرپور رہے اور ریڈیو زیادہ تر فلمی گانے اور موسیقی نشر کرتا رہا اور اسی طرح پوری قوم کے اندر یہ تباہ کن ذہنیت جڑ پکڑ گئی کہ وہ کسی درخشاں تاریخ سے کوسوں دور رکھا گیا۔ جس کا لازمی نتیجہ اس مہلک احساس کمتری کی صورت میں ظاہر ہوا اس مہلک مرض کو جڑ سے اکھاڑنے کے لیے سب سے پہلا اصلاحی قدم یہی ہونا چاہیے کہ ہم اپنے نظام تعلیم کی اصلاح کریں۔

اس احساس کمتری کا دوسرا سبب یہ ہے کہ سرکاری طور پر ہمیشہ اسلامی زندگی کی حوصلہ شکنی اور مغربی طرز معاشرت کی حوصلہ افزائی ہوتی رہی سرکاری طور پر ہم نے اپنی قومی زبان قومی لباس اور قومی شعائر کو اپنانے کی بجائے غیروں کی زبان غیروں کا لباس اور غیروں کے شعائر کو اختیار کیا۔

سرکاری دفتروں میں عام طور پر ان لوگوں کے ساتھ ترجیحی سلوک کیا جاتا ہے جو اسلامی معاشرت کی بجائے مغربی طرز معاشرت پر عامل تھے۔ بعض دفتروں میں یہ بھی ہوا کہ صرف داڑھی رکھ لینے کے جرم میں بعض لوگوں کو ترقی دینے اور عام ملازمین جیسے سلوک کرنے سے محروم رکھا گیا۔ اس لیے احساس کمتری کو ختم کرنے کے لیے یہ بھی بے حد ضروری ہے کہ سب سے پہلے سرکاری طبقہ اپنے طرز معاشرت پر عمل کرنے ان پر فخر کرنے اور دنیا میں ان کا وقار قائم کرنے کی فکر کریں۔

۴۔ اس احساس کمتری کو اس بات نے بھی بڑی مدد پہنچائی ہے کہ ہمارے یہاں ہر قسم کی غیر ملکی فلموں غیر ملکی اخبارات و رسائل اور غیر ملکی افراد کی تقریروں کی کھلی چھٹی رہی۔ ان چیزوں میں بسا اوقات اسلام کے بنیادی اصولوں پر چھینٹے اڑائے گئے اور غیر شعوری طور پر ان کی تحقیر کا احساس

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

دلایا گیا اس لیے یہ ضروری ہے کہ نشر و اشاعت کے غیر ملکی ذرائع پر کڑا سنسر رکھا جائے اور اس قسم کا کوئی لٹریچر ملک میں استعمال نہ ہونے دیا جائے جس میں اسلامی اصولوں کی توہین ہوتی ہو۔

۴۔ احساس کمتری پیدا کرنے میں اس چیز کا بھی بڑا ہاتھ رہا کہ ہم اب تک اپنے طلباء کو دین کی بنیادی معلومات تک سے بے خبر رکھتے ہوئے انہیں اعلٰے تعلیم کے لیے دیگر ممالک میں بھیجتے رہے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان کے ذہنوں پر مغرب کی غیر معمولی برتری اور بالادستی کا تصور پیدا ہو گیا اس لیے اوّل تو ضروری یہ ہے کہ خود اپنے ملک میں اعلیٰ تعلیم کا انتظام جلد سے جلد کرنے کی فکر کی جائے اور جب تک ایسا نہ ہو سکے کم از کم اتنا ضرور کیا جائے کہ تعلیم کے لیے باہر جانے والے طلبہ کے لیے ایک مناسب کورس رکھا جائے جس میں اسلامی تعلیمات مقدار میں ان تک پہنچا دی جائیں اور اسلامی اصول وعقائد سے اچھی واقفیت کرا دی جائے اور جب تک کوئی شخص اس کورس کو باقاعدہ پڑھ کر اور اس کے مطابق تربیت حاصل کر کے امتحان نہ دیدے اسے مغربی ممالک میں نہ بھیجا جائے۔

انگریزی زبان۔

(ج) ۱۔ ہمارے تعلیمی نظام میں انگریزی زبان کو جو فوقیت حاصل ہے اس کے اثرات بہت بڑے گہرے اور دور رس ہیں۔

(الف) اس کی وجہ سے ہمارے طلبہ کو اپنی عمر کا ایک معتد بہ حصہ صرف ایک ایسی زبان سیکھنے میں گزر جاتا ہے جسے ان کی مادری زبان سے ان کی تہذیب وثقافت سے اور ان کے مذہب سے کوئی واسطہ نہیں جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ان کی زبان حاصل کرتے کرتے ہی وہ ایسی عمر کو پہنچ جاتے ہیں

> **ہمارے طلبہ کی ایک عظیم اکثریت کو صرف کلرک بننے پر اکتفا کرنا پڑتا ہے اور وہ اصلی علوم وفنون سے یکسر محروم رہ جاتی ہے۔**

جن کے بعد تعلیم جاری رکھنے کو ان سے اکثر کے اقتصادی حالات اجازت نہیں دیتے اور اس طرح ہمارے طلبہ کی ایک عظیم اکثریت کو صرف کلرک بننے پر اکتفا کرنا پڑتا ہے اور وہ اصلی علوم وفنون سے یکسر محروم رہ جاتی ہے

(ب) جو طلبہ اپنی تعلیم کو کچھ اور جاری رکھتے ہیں ان کے لیے بھی علوم وفنون سیکھنے میں ایک اجنبی زبان بار بار رکاوٹ بنتی ہے اور وہ یکسوئی کے ساتھ انہیں نہیں سیکھ سکتے۔

(ج) جو لوگ اپنی توجہ انگریزی زبان کی طرف دیتے ہیں وہ اپنی مادری زبان سے قطعی محروم رہ جاتے ہیں جس کا اندازہ ہمارے طلبہ کی گفتگو سن کر کیا جا سکتا ہے جس میں تقریباً پچھتر فی صد الفاظ اُلٹی سیدھی انگریزی کے ہوتے ہیں یہ چیز ہمارے طلبہ کے لیے ایک مستقل مسئلہ بن گئی ہیں۔

کہ وہ اردو کی علمی اور ربادقار کتابوں کا مطالعہ کرنے اور انہیں سمجھنے پر قادر نہیں ہوتے جس کا لازمی نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ اپنی تمام مذہبی، تہذیبی، ادبی اخلاقی روایات سے دور ہوتے چلے جاتے ہیں۔

۲۔ ہمارے سرکاری اداروں میں انگریزی زبان کے تفوق سے مندرجہ ذیل خرابیاں ہوتی ہیں۔

(الف) اس انگریزی زبان کی وجہ سے ہمارے ملک کے تقریباً ۹۰ فیصد عوام سرکاری اداروں سے فائدہ اٹھانے سے یا تو محروم رہ جاتے ہیں یا اس کے لیے انہیں بڑی مشقتیں جھیلنی پڑتی ہیں خرچ بے تحاشا کرنا پڑتا ہے اور رشوتیں دینی پڑتی ہیں اس کے علاوہ اس کی وجہ سے عوام کو سرکاری احکام کی تعمیل میں بڑی تعویق کرنی پڑتی ہے اور اس سے سرکاری کاموں میں بھی بڑا نقصان پہنچتا ہے۔

(ب) اس سے عوام میں اپنی زبان کے بارے میں احساس کمتری پیدا ہوتا ہے۔

(ج) اس سے انگریزی زبان سیکھنے کی ضرورت لوگوں کی نظر میں پرانے قدیم اور دینیات کی بنیادی تعلیم پر بھی مقدم ہو جاتی ہے۔

۳۔ تجارت وصنعت میں انگریزی زبان کی بالادستی سے مندرجہ بالا تمام خرابیوں کے علاوہ ایک اہم خرابی یہ بھی ہوتی ہے کہ بعض اوقات تجارت وصنعت کی بہترین صلاحیتیں رکھنے والے انسان صرف اس بناء پر اس میدان میں آگے بڑھنے سے رک جاتا ہے کہ وہ انگریزی کا ماہر نہیں۔

(د) ۱۔ ہماری قطعی رائے یہی ہے کہ پاکستان میں اپنی ثقافت اور اپنی زبانوں کو فروغ دیا جائے ایسی صورت میں ہم مشرقی اور مغربی پاکستان کے درمیان اظہار خیال کے لیے اسی ذریعہ کی سفارش کریں گے جو پاکستان کے دوسرے مختلف اللسان صوبوں کے درمیان اظہار خیال کا ذریعہ ہے۔

> **ہماری قطعی رائے یہی ہے کہ پاکستان میں اپنی ثقافت اور اپنی زبانوں کو فروغ دینا چاہیے۔**

یعنی اردو یا بنگالی ظاہر ہے کہ سابق صوبہ سندھ اور سابق صوبہ پنجاب کے درمیان اظہار خیال کے لیے ہمیشہ اردو کو وسیلہ بنایا گیا ہے حالانکہ وہ کسی کی مادری زبان نہیں اسی طرح مشرقی پاکستان اور مغربی پاکستان کے درمیان اردو یا بنگالی کو ذریعہ اظہار بنایا جا سکتا ہے مشرقی پاکستان میں اردو جاننے والوں کی تعداد انگریزی جاننے والوں سے بہت زیادہ ہے آج اگر انگریزی میں ان سے اظہار خیال مشکل نظر نہیں آتا تو کیا وجہ ہے کہ اردو زبان کے ذریعہ اظہار خیال کو مشکل سمجھا جائے۔

پاکستان کے دونوں بازوؤں کے درمیان لسانی اشتراک پیدا کرنے کے لیے ہر صوبہ کے سکولوں میں اردو اور بنگلہ دونوں کو لازمی کیا جا سکتا ہے۔

۲۔ بین الاقوامی سطح پر اظہار خیال کے لیے مختلف طریقے ہو سکتے ہیں

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

جہاں تک اسلامی ممالک سے روابط رکھنے کا تعلق ہے اس کے لیے تو عربی سے بہتر کوئی ذریعہ نہیں۔ اس سے ایک عظیم فائدہ یہ بھی ہوگا کہ ہمارے یہاں قرآنی زبان کو سیکھنے کا رجحان بڑھے گا اور لوگ عربی زبان کی وجہ سے اسلامی روایات سے قریب تر ہو سکیں گے۔

رہے وہ غیر مسلم ممالک جو اردو و عربی میں سے کچھ نہیں مانتے سو اُن سے رابطہ رکھنے کے لیے اگر بدرجۂ مجبوری انگریزی زبان کو اختیار کیا جائے تو اس کی مضرتیں زیادہ نہیں۔

۵۔ زبان کا اثر فکر و عمل پر

ہم زبان صرف اظہار خیال کا ذریعہ نہیں سمجھتے بلکہ ہماری نظر میں فکر و عمل پر اس کا بڑا گہرا اثر پڑتا ہے ظاہر ہے کہ کسی زبان کو سیکھنے کے لیے انسان کو اس کا لٹریچر پڑھنا ضروری ہوتا ہے اور اس لٹریچر میں اہل زبان ہی کی تہذیب و ثقافت اور ان کے عقائد و نظریات کا عکس ہوتا ہے جس سے انسان کے فکر و عمل پر اس قوم کی تہذیب و ثقافت چھا جاتی ہے جس کی زبان نے ہمارے فکر و عمل کو جس بری طرح متاثر کیا ہے اسے ہر شخص کھلی آنکھوں دیکھ چکا ہے۔

۶۔ انگریزی کا تفوق ختم کرنے کی تدابیر

انگریزی کے مصنوعی تفوق کو زائل کرنے کے لیے ضروری ہے کہ ہمارے تعلیمی اور سرکاری اداروں سے انگریزی زبان کو ختم کر کے اردو کو اس کی جگہ دی جائے۔ اگر ہمارے ملک میں انگریزی جاننے والے زیادہ اور قومی زبانیں جاننے والے کم ہوتے تب تو بیشک سرکاری طور پر انگریزی کو رخصت کرنا ایک مشکل مسئلہ تھا لیکن جبکہ صورت حال یہ ہے کہ کوئی انگریزی جاننے والا ایسا نہیں جو اردو یا بنگالی نہ جانتا ہو تو اس کو یکسر ختم کر دینا کوئی مشکل نہیں۔

سوال ۷: عیسائیت کی تبلیغ

مسیحی مشن نے بھی عوام کو اسلام سے دور کرنے میں بڑا زبردست حصہ لیا ہے۔ خصوصیت سے تعلیمی اداروں، ہسپتالوں تجارتی کاروبار اور سماجی

پاکستان کے تمام مشن سکولوں اور مشن ہسپتال کو اسی طرح قومی ملکیت قرار دے دیا جائے۔

سرگرمیوں کی راہ سے انہوں نے ہمیں ناقابل بیان نقصان پہنچایا ہے اور چونکہ ان عوامی اداروں کے ذریعہ ناجائز انداز میں مسیحی عقائد کی تبلیغ پر کوئی پابندی نہیں کی گئی اس لیے ان کی بڑی ہمت افزائی ہوتی ہے اور لاکھوں مسلمان عیسائی ہو گئے ہیں۔

اس تشویش ناک صورت حال کو ختم کرنے کے لیے ضروری ہے کہ

(۱) پاکستان کے تمام مشن سکولوں اور مشن ہسپتالوں کو اسی طرح قومی ملکیت قرار دے دیا جائے جس طرح مصر اور سوڈان نے قرار دیا ہے۔

(۲) عیسائی مشنریوں کی کسی امداد کو پاکستان میں قبول نہ کیا جائے۔

(۳) سرکاری طور پر ایسے سکولوں ہسپتالوں اور سماجی بہبود کے ادارے کھولے جائیں جو مشن کے اداروں سے زیادہ حسن انتظام کے حامل ہوں۔

(۴) صلیب احمر کا نام بدل کر ہلال احمر رکھا جائے اور اس ادارے کو چندہ جمع کرنے کے ان تمام طریقوں سے روکا جائے مسلمان پر صلیب کی عظمت کا غلط تاثر چھوڑتے ہیں مثلاً اسے کارکنوں کے بلوں اور ٹکٹوں پر صلیب کی تصویر شائع کرنے سے روک دیا جائے۔

سوال ۸: جی ہاں پاکستان میں غیر ملکی امتحانات کے راستوں سے غیر ملکی اقدار ایک ایسی کھلی حقیقت ہے جس کا کوئی ہوشمند انسان انکار نہیں کر سکتا۔

سوال ۹: الف۔ شراب کے استعمال میں اضافہ کی وجوہ۔

(۱) قیام پاکستان کے بعد سے شراب کے استعمال میں جو بے پایاں اضافہ ہوا ہے اس کی بنیادی وجہ تو وہی غیر اسلامی ذہنیت ہے جو مندرجہ بالا عوامل کی وجہ سے مسلسل فروغ پا رہی ہے۔

(۲) اسکی دوسری وجہ یہ بھی ہے کہ حکومت کی طرف سے اسکی سہولتیں بہم کی گئیں ہیں مثلاً جا بجا شراب خانے کھولنے کی اجازتیں دی گئیں۔ شراب کے درآمدی لائسنس بہت جاری کر دیئے گئے اور اس پر ڈیوٹی دوسری چیزوں سے بے حد کم رکھی۔ مالیہ ڈیوٹیاں اکثر اشیاء پر ڈیوٹی میں قابل لحاظ اضافہ ہوا مگر شراب کی ڈیوٹی پر کوئی اضافہ نہیں کیا گیا۔

(۳) شراب نوشی کے معاملہ میں ان غیر ملکی فلموں اور غیر ملکی ادب کی اشاعت نے بھی عوام کو زیادہ بے باک بنا دیا ہے جن میں شراب کو بالکل پانی کی طرح ضروریات زندگی کا ایک جزو دکھایا جاتا ہے۔

(۴) اس کے علاوہ ہمارے طلباء اور سرکاری افسران کا احساس کمتری کی ذہنیت کے ساتھ کثرت سے مغربی ممالک میں آنا جانا بھی اس کا ایک اہم سبب رہا ہے۔

(۵) اور سرکاری تقریبات میں شراب کے استعمال نے بھی اس رجحان کو بڑی تقویت پہنچائی ہے۔

(ب) ہرگز نہیں۔ ایک پاکستان جیسی اسلامی مملکت میں جس کی بنیاد اسلام پر رکھی گئی ہو۔ کوئی جاہل سے جاہل انسان بھی اس بات کو معقول نہیں سمجھ سکتا۔ کہ یہاں ریستوران شراب خانوں، ہوٹلوں اور پی آئی اے کے ہوائی جہازوں میں کھلم کھلا شراب فروخت کی جائے۔

(ج) ہرگز نہیں۔ ہمیں اس معاملہ میں مصر بھارت سے سبق لینا چاہیئے۔ جن کے سفارت خانوں میں سرکاری طور پر کہیں شراب استعمال نہیں ہوتی۔

سوال ۱۰: یہ صحیح ہے کہ ہماری مساجد مسلمانوں کی اجتماعی زندگی میں وہ حصہ نہیں لے رہی ہیں جو انہیں لینا چاہیئے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ ہمارے عوام میں کسی کو عالم دین سمجھنے کا معیار صرف ظاہری شکل و صورت

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کو قرار دے دیا ہے ہمارے یہاں ائمہ کے انتخاب میں اسی بات کی مطلق رعایت نہیں ہوتی کہ وہ کسی باضابطہ مستند عالم دین ہی کو امام بنائیں۔

مساجد سے صحیح اجتماعی کام لینے کے لیے ضروری ہے کہ مسجد کے ائمہ معیاری دینی مدرسہ کے مستند عالم ہوں جو فرقہ وارانہ ذہنیت سے الگ رہ کر دین کے ایجابی حقائق کی تبلیغ کرسکیں اور ان کے زیر نگرانی مسجدوں میں بچوں کے لیے قرآن کریم اور ابتدائی دینیات کے مکاتب قائم ہوں اور بالغین کے لیے درس قرآن اور جمعہ کی تقریروں کا سلسلہ موثر انداز میں شروع کیا جائے

سوال نمبر ۸ : پاکستان میں تبلیغ اسلام کا جذبہ ٹھنڈا ہونے کی وجہ یہ ہے کہ ہمارے یہاں اوّل تو دین کا بنیادی علم رکھنے والوں کی تعداد بہت تھوڑی ہے اور جو کچھ ہے وہ انفرادی طور پر تبلیغ کے فرائض انجام دیتی ہے اجتماعی

> **مساجد سے صحیح اجتماعی کام لینے کیلئے ضروری ہے کہ مسجد کے ائمہ معیاری دینی مدرسہ کے مستند عالم ہوں جو فرقہ وارانہ ذہنیت سے الگ رہ کر دین کے ایجابی حقائق کی تبلیغ کرسکیں۔**

طور پر تبلیغ کرنے والوں کی حکومت کی طرف سے نہ صرف یہ کہ کبھی ہمت افزائی نہیں کی گئی بلکہ اکثر ان کی حوصلہ شکنی کی جاتی ہے عیسائی مشنریوں کی پشت پر ہمیشہ طاقتور حکومتوں کا ہاتھ رہا ہے اور ان کے لیے تبلیغ کے لیے بے شمار مادی مسائل مہیا کیے جاتے ہیں مگر ہمارے یہاں نہ صرف یہ کہ تبلیغی اداروں کی کوئی مدد نہیں کی جاتی بلکہ انہیں قدم قدم پر رکاوٹوں بلکہ استہزا اور تمسخر سے سابقہ پڑتا ہے چنانچہ ملک میں ایسے واقعات بھی ہوتے ہیں کہ عیسائیوں کو تبلیغی جلسہ کرنے کی اجازت دی گئی مگر مسلمانوں کو ان کی پھیلائی ہوئی غلط فہمیوں کا جواب دینے سے روک دیا گیا۔

سوال نمبر ۹ : یقیناً اسلام کے اثر و غلبہ کے کمزور ہونے کی سب سے بڑی وجہ مسلمانوں کے باہمی مناقشات ہیں جب تک ان مناقشات کو ختم نہیں کیا جائے گا اس وقت تک اصلاح کی کوشش ناکام رہے گی ان مناقشات کے ختم ہونے کا راستہ یہ ہے کہ مسلمانوں کے تمام فرقوں کو اصول دین کی ایجابی تبلیغ کی طرف متوجہ کیا جائے اور عوامی اجتماعات میں کسی مسلمان فرقے پر لعن طعن اور ایک دوسرے کو برا بھلا کہنا قانوناً ممنوع قرار دیا جائے۔ ہر فرقہ اپنے حلقوں میں اپنے نظریات کی ایجابی تبلیغ کرسکتا ہے مگر سب انداز میں دوسروں پر لعن طعن ممنوع ہو۔

سوال نمبر ۱۰-۱۱ - الف - تربیت ائمہ

ائمہ اور مبلغین کی تربیت کے لیے کالجوں کا قیام بلاشبہ مفید ہوسکتا ہے لیکن اس کی تمام تر افادیت اس بات پر موقوف ہے کہ ان تربیتی اداروں کو چلانے کے لیے رجال کار وہ مستند علمائے دین ہوں جن کی علمی بصیرت اور دیانت پر امت کو کامل اعتماد ہو۔ اور جن کی عمر اسلامی علوم کی نشر و اشاعت میں صرف ہوتی ہے اس بنیادی اور اہم بات کے بغیر ایسے ادارے نہ صرف یہ کہ کامیاب نہ ہوسکیں گے بلکہ امت کے لیے بے حد نقصان دہ ثابت ہوں گے اس لیے جب تک رجال کار کا صحیح انتخاب نہ ہو اس قسم کے اداروں کے قیام کا تصور بھی نہ کرنا چاہیے۔

(ب) اگر صحیح انداز میں ایسے کالج قائم کیے جائیں تو ان میں ائمہ اور مبلغین کو اسلامی عبادات، علم و اخلاق، تاریخ اسلام اور تقابل ادیان کی تعلیم دی جائے۔

سوال نمبر ۱۲ انتظام مساجد

مساجد کے انتظام کے لیے کسی ادارے کے قیام کا مسئلہ بھی ایسا ہی ہے کہ اس کی افادیت بھی اس بات پر موقوف ہے کہ اس کی ہیئت کی منتظمہ ملک کے معتمد اور مستند علماء دین پر مشتمل ہو اس کے بغیر ایسے ادارے کا قیام بھی سخت مضر ہے اب تک اس قسم کے بعض ادارے قائم کیے گئے۔ لیکن چونکہ ان میں رجال کار کا طریق انتخاب صحیح نہیں کیا گیا اس لیے وہ کوئی نفع پہنچانے کی بجائے مضر ثابت ہوئے

سوال نمبر ۱۳ ۔ کمیونزم اور ہیومنزم کا اثر نفوذ

یہ درست ہے کہ پاکستان میں کمیونزم اور ہیومنزم کی وجہ سے اسلامی اقدار کے اثر نفوذ کو بڑا نقصان پہنچ رہا ہے ہمارے یہاں دو نظریات مندرجہ ذیل راستوں سے آرہے ہیں۔

(۱) تقسیم دولت کے غیر اسلامی نظریات پر عمل۔ ہمارے یہاں سود اور سرمایہ داری نظام کی وجہ سے غریب انسان بری طرح پس رہا ہے۔ اور اسی وجہ سے کمیونسٹ لوگوں کو کمیونزم کے نظر فریب نظریات سے لوگوں کو متاثر کرنے کا موقعہ ملتا ہے۔

(۲) ادب

(۳) تعلیمی ادارے : آخری دو اسباب کو اس لیے بڑی تقویت ملی ہے۔ کہ حکومت کی طرف سے مندرجہ بالا نظریات کے حامل اور ادباء کی بڑی ہمت افزائی ہوتی ہے۔ ادب کے میدان میں انہیں لوگوں کو مستحق انعام قرار دیا گیا ہے جو کمیونزم اور ہیومنزم پر ایمان رکھتے ہیں اس لیے اس کے برخلاف مسلمان ذہن کے ادباء شعرا۔ اور اساتذہ کو ان کی فنی فوقیت کے باوجود نظر انداز کیا جارہا ہے۔ کمیونزم او ہیومنزم کے اثرات کو کم کرنے کے لیے ضروری ہے کہ :

(۱) ایسی ادبی تحریروں کو قانوناً ممنوع قرار دیا جائے جو ان باطل نظریات کا پرچار کرتی ہیں۔

(۲) مسلمان ذہنیت رکھنے والے ان ادباء اور شعراء کی ہمت افزائی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کی جائے جو درحقیقت کمیونسٹ اور ہیومنسٹ ادباء پر فنی اعتبار سے بدرجہا فوقیت رکھتے ہیں اور ایسے مضامین کو مستحق انعام قرار دیا جائے۔ جو اپنے اندر کوئی اسلامی سبق رکھتے ہوں۔

(۳) تعلیمی اداروں کے لیے خالص مسلمان ذہنیت رکھنے والے اساتذہ کا انتخاب کیا جاتے جو طلبہ کے ذہن کی تعمیر اسلامی بنیادوں پر کر سکیں۔

(۴) ادباء، شعراء اور اساتذہ کے لیے ہر غیر ملکی انعام کو قانوناً ممنوع کیا جائے۔

(۵) ملک میں سود اور سرمایہ داری نظام کو ختم کر کے اسلام کا معاشی نظام رائج کیا جائے۔

سوال ۱۴ الف ۔ اسلامی ادب

عوامی سطح پر اسلامی ادب کی ہمت افزائی کے لیے ضروری ہے کہ ایسے ادبی مضامین کو ہر لحاظ سے فوقیت دی جائے جو اسلامی تصورات کی تربیت کرتے ہیں اسی معیار پر ملک میں ادبی مقابلے منعقد ہوں اور ان مخلص ادباء کو آگے بڑھنے کا موقعہ دیا جائے جو اپنے قلم سے (ادب برائے ادب) کی خدمت کرنے کی بجائے زندگی کے جیتے جاگتے مسائل پر روشنی ڈالنا چاہتے ہیں اس کے علاوہ دوسرے ادباء کو بھی اس طرف متوجہ کیا جائے کہ وہ اپنے ادب کو محض تفریح بلکہ تفضیح اوقات کا ذریعہ بنانے کی بجائے اس سے ملک وملت کی خدمت کا کام لیں۔

(ب) سکولوں اور کالجوں میں مندرجہ بالا طریقہ اختیار کر کے طلبہ کو اسلامی ادب اپنانے کی ترغیب دی جائے اس کام کے لیے بھی اسی بنیادی چیز کی ضرورت ہوگی کہ ہمارے تعلیمی اداروں میں اساتذہ اسلامی ذہن رکھتے ہوں۔

سوال ۱۵ : جی ہاں مندرجہ ذیل چیزیں اس ضمن میں آتی ہیں۔

(۱) پاکستان میں قرآن وسنت کے خلاف قوانین کا نفاذ نہایت افسوسناک بات ہے کہ سولہ سال گزر جانے پر بھی ہم اپنے قوانین کو اسلامی سلیقے میں ڈھالنے کے بجائے ایسے ایسے نئے قوانین وضع کرتے ہیں جو اسلامی تعلیمات کے صریح مخالف ہیں۔

(۲) ہمارے یہاں رشوت ستانی بری طرح زور پکڑ رہی ہے اور اس ام الخبائث کی وجہ سے پورا معاشرہ وملک امراض میں مبتلا ہوتا جا رہا ہے اور قانون کی کوئی ادنیٰ سی وقعت بھی باقی نہیں رہی۔

مؤتمر المصنفین کی دوسری پیش کش

اسلام اور عصرِ حاضر

از قلم : مولانا سمیع الحق مدیر الحق

عصر حاضر کی تمدنی، معاشرتی، معاشی، سائنسی، اخلاقی، آئینی اور تعلیمی مسائل میں اسلام کا موقف موجودہ دور کے علمی و دینی فتنوں اور فرق باطلہ کا بھرپور تعاقب، نئے دور کے پیدا کردہ شکوک و شبہات کا جواب ایڈیٹر الحق کے بے باک قلم سے، مغربی تہذیب و تمدن اور عالم اسلام پر اس کے اثرات کا تحلیل و تجزیہ الغرض بیسویں صدی کے کارزار حق و باطل میں اسلام کی بالادستی کی ایک ایمان افروز جھلک۔ یہ کتاب آپ کو ایمانی حمیت اور اسلامی غیرت سے سرشار کرے گی اور سینکڑوں مسائل پر اسلامی نقطہ نظر سے آپ کی رہنمائی کرے گی۔ صفحات ۶۴۰، سترہ ابواب، سینکڑوں عنوانات، بہترین کتابت و طباعت، سنہری ڈائی دار جلد، قیمت ۲۷/-

مؤتمر المصنفین دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک پشاور پاکستان

© rasailojaraid.com